B.A, Part-1, URDU (Hons)

Paper-1 (Poetry)

Topic: Allama Iqbal ki Qaumi Shaeri

Dr. Masroor Ahmad Haidri,

Department of Urdu,

J.K College, Biraul, Darbhanga.

علامہ اقبال کی قومی شاعری

علامہ اقبال کی پیدائش بروز جمعہ، 9 /نومبر 1877ء کو سیالکوٹ میں ہوئی۔ ان کے مورث اعلی کشمیری برہمن تھے جو علم و دانش میں یگانہ عصر تھے۔ ان کے والد کا نام شیخ نور محمد اور والدہ کا نام امام بی بی تھا۔ والدہ مذہبی اور خدا ترس خاتون تھیں۔ اس طرح تصوف اور شریعت دونوں نے اقبال کی ابتدائی زندگی میں ان کی کردار سازی میں اہم رول ادا کیا تھا۔

علامہ اقبال نے ابتدائی تعلیم مولانا میر حسن صاحب کی درسگاہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد وہ اسکاچ مشن ہائی اسکول سیالکوٹ میں داخل کرائے گئے جہاں انھوں نے ایف۔ اے تک کی تعلیم مکمل کی۔ علامہ اقبال نے 1897ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے گریجویشن اور 1899 میں ایم۔ اے امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ اس کالج میں پروفیسر تھامس آرنلڈ نے انھیں فلسفہ پڑھایا جن سے وہ بے حد متاثر ہوئے۔ ایم۔ اے کے بعد کچھ دنوں تک علامہ اقبال نے اورینٹل کالج لاہور اور گورنمنٹ کالج لاہور میں عربی اور فلسفہ کے شعبہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔

1905ء میں علامہ اقبال اعلی تعلیم کے حصول کے لیے یورپ کے سفر پہ روانہ ہوئے۔ یورپ میں انھوں نے ٹرینٹی کالج سے فلسفہ کی ڈگری، کیمبرج یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری اور جرمنی کی میونخ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی۔ ٹرینٹی کالج میں علامہ اقبال کے استاد پروفیسر آرنلڈ، پروفیسر میکٹگرٹ، پروفیسر براؤن اور پروفیسر نکلسن تھے۔ ان اساتذہ نے انھیں کافی متاثر کیا۔

1908ء میں علامہ اقبال اپنے وطن ہندوستان واپس آئے اور وکالت سے منسلک رہے۔ 1934ء میں انگریز حکومت نے ان کو 'سر' کا خطاب عطا کیا۔ وہ پنجاب قانون ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ 1935 میں پنجاب یونیورسٹی نے انھیں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری سے نوازا۔ دنیا کے اس عظیم شاعر نے بروز جمعرات، ۲۱/ اپریل 1938ء کو اپنی زندگی کی آخری سانس لی۔

علامہ اقبال ایک بڑے شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ سماجی مفکر و دانشور اور فلسفی تھے۔ ان کی فلسفیانہ اور سماجی شخصیت کی تعمیر میں اسلامی تاریخ و تہذیب اور مشرقی و مغربی علوم وفنون کے مطالعہ نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ علامہ اقبال مشرق و مغرب دونوں سے متاثر تھے۔ مولانا جلال الدین رومؔی کی متصوفانہ شخصیت اور ان کی فکر ونظر نے ان کے ذہن وقلب کو شدید طور پر متاثر کیا تھا۔ رومؔی کے علاوہ جن اسلامی مفکروں، درویشوں اور علماء وحکماء سے علامہ اقبال متاثر ہوئے تھے۔

علامہ اقبال ایسے شاعر ہیں جو صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں بقول اقبؔال:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

علامہ اقبال کی شاعری کا دائرہ انتہائی وسیع ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے ہر بزم و انجمن کو اپنی جانب متوجہ کیا اور بچے، بوڑھے، مرد و عورت، غرض ہر طبقے کو متاثر کیا۔ آج بھی ان کا کلام زبان زدِ خواص وعوام ہے۔ علامہ اقبال اعلی اخلاقی قدروں اور انسانی عظمتوں کے شاعر ہیں۔ ان کی شاعری کے گوناگوں پہلو ہیں۔ ان متنوع پہلوؤں میں ان کی شاعری کا ایک تابناک پہلو ان کی حب الوطنی ہے۔ علامہ اقبال ایک سچّے اور پکّے محبّ وطن شاعر تھے۔ وہ مذہبی رواداری کے پُرزور حامی اور ہندوستانی فلاسفروں اور سنتوں کے مدح خواں تھے۔ انھوں نے اپنی شاعری کے شروعاتی دور میں چند بہت ہی متاثر کن اور جذبہ حب الوطنی سے بھرپور نظمیں لکھیں۔ ایسی نظموں میں ''ہمالہ''، ''ترانہ ہندی''، ''ہندوستانی بچوں کا قومی گیت''، اور ''نیا شوالہ'' وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ نظم ''ہمالہ'' میں شاعر علامہ اقبال نے ہندوستان کی قدیم تہذیب، اس کے دلفریب مناظر اور اس کی عظمت رفتہ کا گن گایا ہے۔

اے ہمالہ! اے فصیلِ کشورِ ہندوستاں
چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں

''ترانہ ہندی'' علامہ اقبال کی وطن پرستانہ شاعری کا اعلی ترین نمونہ ہے۔ اس نظم سے مادرِ وطن سے ان کی شدید محبت کا بہت ہی پرتاثیر اظہار ہوتا ہے

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

غربت میں ہوں اگر ہم رہتا ہے دل وطن میں

سمجھو وہیں ہمیں بھی دل ہو جہاں ہمارا

اس نظم میں علامہ اقبال نے مذہبی ہم آہنگی اور قومی اتحاد کا نغمہ یوں گایا ہے۔

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

ہندی ہیں ہم، وطن ہے ہندوستاں ہمارا

مہاتما گاندھی نے ایک خط میں ''ترانہ ہندی'' کی تعریف اس طرح کی تھی۔

''جب ان (اقبال) کی مشہور نظم 'ہندوستاں ہمارا' پڑھی تو میرا دل بھر آیا اور بڑودا جیل میں تو سینکڑوں بار میں نے اس نظم کو گایا ہو گا۔اس نظم کے الفاظ مجھے بہت ہی میٹھے لگے اور یہ خط لکھتا ہوں تب بھی وہ نظم میرے کانوں میں گونج رہی ہے''۔

ایک موقع پر مہاتما گاندھی نے ''ترانہ ہندی'' کی زبان کو ہندوستان کی قومی زبان کا نمونہ قرار دیا تھا۔وہ لکھتے ہیں۔

''کون ایسا ہندوستانی دل ہے جو اقبآل کا 'ہندوستاں ہمارا' سن کر دھڑکنے نہیں لگتا اور اگر کوئی ایسا دل ہے تو میں اسے اس کی بدنصیبی سمجھوں گا۔اقبآل کے اس ترانے کی زبان ہندی یا ہندوستانی ہے؟ یا اردو ہے؟ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ ہندوستان کی قومی زبان نہیں ہے''۔

''ہندوستانی بچوں کا قومی گیت'' علامہ اقبال کی ایسی نظم ہے جس میں حب وطن کی جھلک نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔اس میں علامہ اقبال نے ملک کی وحدت اور یکجہتی کا گیت گایا ہے۔

چشتی نے جس زمیں میں پیغام حق سُنایا

نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا

اس نظم میں علامہ اقبال نے اپنے وطن ہندوستان کے اوصاف اور اس کی عظمت کو بڑے دلآویز انداز میں نمایاں کیا ہے۔حب الوطنی کے حوالے سے ''نیا شوالہ'' علامہ اقبال کی انتہائی معروف اور موثر نظم ہے جس میں حب وطن کے جذبہ کا اظہار بہت ہی پُرتاثیر انداز میں ہوا ہے۔اس نظم میں علامہ اقبال ہندوؤں اور مسلمانوں، دونوں کی آپسی رنجش اور مذہبی اختلافات کو تج کر، باہمی اتحاد و اتفاق اور یگانگت کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔

سچ کہہ دوں اے برہمن! گر تو بُرا نہ مانے

تیرے صنم کدوں کے بت ہو گئے پُرانے

اپنوں سے بیر رکھنا تو نے بُتوں سے سیکھا

جنگ و جدل سکھایا واعظ کو بھی خدا نے

دراصل جب ہندوستان کی آزادی کی تحریک چل رہی تھی تو انگریز ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان مذہبی اختلافات پیدا کر کے انھیں آپس میں لڑا رہے تھے۔ ہندوستانیوں کے یہ آپسی جھگڑے حصولِ آزادی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ثابت ہو رہے تھے جس سے علامہ اقبال بے حد متردد تھے۔ اس دیر و حرم کے جھگڑوں سے تنگ آ کر علامہ اقبال ایک ایسے شوالے کی بنیاد رکھنا چاہتے تھے جس میں دیر و حرم کا کوئی امتیاز باقی نہ ہو۔

تنگ آ کے میں نے آخر دیر و حرم کو چھوڑا

واعظ کا وعظ چھوڑا، چھوڑے ترے فسانے

سونی پڑی ہوئی ہے مدّت سے دل کی بستی

آ، اک نیا شوالہ اس دیس میں بنا دیں

اس نظم میں علامہ اقبال وطن کی محبت میں اس درجہ سرشار نظر آتے ہیں کہ انہیں خاکِ وطن کا ہر ذرہ دیوتا نظر آتا ہے۔

پتھر کی مورتوں میں سمجھا ہے تو خدا ہے

خاکِ وطن کا مجھ کو، ہر ذرہ دیوتا ہے

اس نظم کا خلوص اور اس کا جوش آج بھی اردو زبان میں وطنی شاعری کا بلند ترین نقطہ ہے۔ شاعری کے اعتبار سے یہ نظم اقبالؔ کے دورِ وطن پرستی کا بہترین نمونہ ہے۔ شاعر نے وطن کی عظمت کا نقش دلوں پر قائم کرنے کے لیے اپنی تمام شاعرانہ قوتوں کو صرف کر دیا ہے۔ اکثر ناقدین اقبالؔ کا خیال ہے کہ ہندو مسلم اتحاد پر یہ اقبالؔ کی بہترین نظم ہے۔

علامہ اقبال کے حب وطن کے شدید جذبہ کو ''بچوں کی دعا''، ''صدائے درد'' اور ''تصویر درد'' جیسی نظموں میں بھی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ نظم ''بچوں کی دعا'' میں علامہ اقبال نے اپنے وطن ہندوستان کے سجنے سنورنے اور اس میں پھول کی طرح سے زندگی گزارنے کی تمنا کی ہے۔

ہو مرے دم سے یوں ہی مرے وطن کی زینت

جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت

نظم ''صدائے درد'' میں علامہ اقبال اپنے وطن عزیز میں رونما ہونے والے مسلسل فرقہ وارانہ اختلافات پر مضطرب و بے چین ہیں۔

جل رہا ہوں، کل نہیں پڑتی کسی پہلو مجھے

ہاں ڈبو دے، اے محیطِ آبِ گنگا تو مجھے

نظم ''تصویرِ درد'' دراصل وطن ہندوستان کے درد و غم کی تصویر ہے۔ اس نظم میں وطن کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے والے عناصر جیسے

ہندوستانی قوموں کے درمیان باہمی نفاق وآویزش، افتراق وانتشار، تنگ نظری وتنگ دلی اور بدگمانی کا تذکرہ بڑا ہی غمناک ہے۔اس نظم میں علامہ اقبال نے اپنے وقت میں وطن کی موجودہ صورت حال کی اندوہناک تصویراس دردناک انداز میں پیش کی تھی۔

رُلاتا ہے ترا نظارہ اے ہندوستاں! مجھ کو

کہ عبرت خیز ہے ترا افسانہ سب فسانوں میں

اورحال کے آئینے میں مستقبل کے اندیشے کی پیشین گوئی اس طرح کی تھی۔

نہ سمجھوگے تو مٹ جاؤگے اے ہندوستاں والو!

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

ان دونوں نظموں کے ذریعے علامہ اقبال اہل وطن کو فرقہ پرستی، تعصب وتنگ نظری اور شقاوت وسنگ دلی سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں اور قومی اتحاد اور باہمی محبت پر زور دیتے ہیں۔ علامہ اقبال چاہتے ہیں کہ اہلِ وطن اپنی عظمتوں کے شناسا ہوں، فکر میں بلندی پیدا کریں، ذہنی پستی کے قعر سے نکلیں اور اعلیٰ انسانی اقدار کے حامل ہوں۔ علامہ اقبال کی یہ ابتدائی نظمیں حب الوطنی کے جذبہ سے لبریز ہیں۔ علامہ اقبال نے اپنی ان نظموں کے ذریعے جذبہ حب الوطنی کو فروغ دیا جس سے آزادی کی قومی جدوجہد کو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ علامہ اقبال نے کبھی وطن کی محبت کے جذبے کو فراموش نہیں کیا۔ان کے دورِآخر کے کلام میں بھی حب الوطنی کا گہرا رنگ موجود ہے۔''جاوید نامہ'' 1932ء میں شائع ہوا ہے۔اس میں بھی جذبہء حب الوطنی کا خوبصورت اظہار ملتا ہے۔اس نظم میں علامہ اقبال نے ہندوستانی سنت وشوامتر کو بڑے احترام سے یاد کیا ہے۔اس میں انھوں نے ہندوستان کی روح کا خوبصورت روپ بھی بیان کیا ہے لیکن اس کی غلامی پر آنسو بھی بہایا ہے۔ اس نالہ وشیون علامہ اقبال کے قوت جگر کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔'ضربِ کلیم' میں دو نظمیں ''گلہ'' اور ''شعاعِ امید'' ہیں۔ دیکھئے ان میں وطن کی محبت کے لئے علامہ اقبال کا دل کس طرح دھڑک رہا ہے۔

معلوم کسے ہند کی تقدیر کہ اب تک

بیچارہ کسی تاج کا تابندہ نگیں ہے

جاں بھی گروِ غیر، بدن بھی گروِ غیر

افسوس کہ باقی نہ مکاں ہے، نہ مکیں ہے

چھوڑوں گی نہ میں ہند کی تاریک فضا کو

جب تک نہ اٹھیں خواب سے مردانِ گراں خواب

'ارمغانِ حجاز' میں بھی وطن کی محبت اوراس کو آزاد دیکھنے کی خواہش کا اظہار موجود ہے۔

شبِ ہندی غلاماں راسحر نیست

بایں خاک آفتابے راگذر نیست

(ہندی غلاموں کی شب تاریک سحر آشنا نہیں ہے، گویا اس سرزمین پر آفتاب کا گذر ہی نہیں ہوتا۔ وطن کی غلامی سے علامہ اقبال کس قدر نالاں ہیں، یہ شعر اسی باطنی کرب کی عکاسی کرتا ہے۔ علامہ اقبال کو اپنے وطن سے اس قدر گہرا لگاؤ اور شدید محبت ہے کہ انھوں نے یہاں کی مقدس و برگزیدہ ہستیوں کو بڑی عقیدت و محبت سے یاد کیا ہے۔ دیکھئے انھوں نے 'رام' کو کس جوشِ عقیدت سے یاد کیا ہے۔

ان کے علاوہ علامہ اقبال نے سوامی رام تیرتھ، شنکر آچاریہ، بھرتری ہری، شیو، گوتم بدھ اور عارفِ ہندی کا تذکرہ بڑے احترام اور عقیدت و محبت سے کیا ہے جو علامہ اقبال کے وطن سے گہری محبت کی دلیل ہے۔ علامہ اقبال کے اشعار میں حب الوطنی کے جذبے کا اظہار بہت ہی خوبصورت اور موثر انداز میں ہوا ہے۔ علامہ اقبال کے کلام میں حب الوطنی کا جذبہ جس طرح پایا جاتا ہے، اس معاملہ میں ہندوستان کے بہت ہی کم شاعران کے مقابل نظر آتے ہیں۔ علامہ اقبال کا کلام آج بھی ہمیں انسانیت اور حب الوطنی کے مقدس جذبے کا درس دیتا ہے اور ہمارے جذبہ حب وطن کو تحریک دیتا ہے۔

☆☆☆☆